۱

- قضاء وقدر پر ایمان اور اس سے رضامندی کا اظہار
- صبر وشکر کا مظاہرہ
- توکل علی اللہ کے ساتھ اختیار اسباب
- اللہ تعالی کی ذات سے حسن ظن
- دعاء ومناجات اور صدقات

ابتلاء وآزمائش کے وقت اہل ایمان کا کردار

شاکر عادل عباس تیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ قسم کی تعریف اور حمد وثنا اسی ذات مقدس کے لیے لائق وزیبا ہے،جو کائنات کے ذرے ذرے کا مالک ہے اور درخت کا ایک پتا بھی اسی کے حکم کے تابع ہے۔اور درودوسلام ہو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دونوں جہان کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیے گئے۔صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

ابتلاء وآزمائش،یاعذاب یہ رب العالمین، قادر مطلق کی خلاقیت وربوبیت کا عظیم مظہر ہے۔وہ نیکوکار کو ابتلاء وآزمائش سے دوچار کرتا ہے اور بدکاروں پر عذاب کو مسلط کرتا ہے۔جو اپنی نوعیت،شکل اور ہیئت وکیفیت میں مختلف ہوا کرتا ہے،جسے ہم قحط، زلزلہ،سیلاب،وبائی امراض اور دیگر شکلوں میں دیکھتے ہیں،اور جس میں جانی ومالی دونوں نقصانات کا سامنا ہوتا ہے۔اس میں عقلمندوں کے لیے موعظت وعبرت ہے کہ وہ گناہوں سے تائب ہو کر راہ راست پر آجائیں۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:{{ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون}}[1] بالیقین ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔

مذکورہ آیت کریمہ میں{{العذاب الادنی}}سے مراد مختلف النوع دنیوی عذاب ہے،جب کہ{{العذاب الاکبر}}سے بروز قیامت کا عذاب مراد ہے،جیساکہ تفسیر طبری اور ابن کثیر وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

اہل ایمان کو جب آفات وبلایا کا سامنا ہو اور دلوں میں اضطراب وبے چینی کی کیفیت گھر کرنے لگے تو اس وقت ان پر چند باتیں ضروری قرار پاتی ہیں،تاکہ ان کا ایمان متزلزل نہ ہو اور صبر واستقامت اور حسن ظن کے ساتھ اللہ سے ان کا رشتہ قائم رہے۔اس ضمن میں ضروری ہدایات یہ ہیں:

قضاء وقدر پر ایمان اور اس سے رضامندی کا اظہار: تقدیر کا خیر وشر یہ ایسا مسئلہ ہے،جو آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل ہی طے پاچکا۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:{{مااصاب من مصیبة

[1] السجدة:۲۱

فی الارض ولافی انفسکم الافی کتاب من قبل ان نبراھا ان ذلک علی اللہ یسیر}}[1] نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ [خاص] تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ [کام] اللہ تعالی پر [بالکل] آسان ہے۔

زمینی مصیبت سے مراد: خشک سالی، سیلاب، زلزلہ ودیگر آفات ارضی وسماوی۔

نفس کی مصیبت سے مراد: مختلف قسم کے امراض، جان ومال کا اتلاف، تنگدستی وغیرہ۔

جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سناوہ فرمارہے ہیں: "کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف سنۃ"[2] اللہ تعالی نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیر لکھ دی۔

اب اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ رضامندی کے ساتھ اللہ تعالی کے مقدر کیے گئے فیصلے کو قبول کرے۔اور شعور وفہم اور عقل سلیم کی روشنی میں اللہ تعالی کے عطا کردہ اختیارات اور پیدا کردہ وسائل وذرائع اور تدابیر کو بروئے کار لاکر صبر وشکر کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرے۔

شکر وصبر کا مظاہرہ: یہ دونوں عمل اللہ تعالی کو اپنے بندوں سے مطلوب ہے اور جس پر بے حساب اجروثواب ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:{{انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب}}[3] صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔نیز:{{اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ}}[4] ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں ۔نیز:{{واولئک ھم المھتدون}} اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

---

[1] الحدید:۲۲
[2] صحیح مسلم:حدیث رقم:۴۹۲۶
[3] الزمر:۱۰
[4] البقرۃ:۱۵۷

مومن کی ان دونوں صفتوں کا ذکر کرتے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عجبا لامر المومن ،ان امرہ کلہ خیر،ولیس ذاک لاحد الا للمومن،ان اصابتہ سراء شکر فکان خیرا لہ،وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ"۔[1] اہل ایمان کا معاملہ بھی عجیب وغریب ہے،وہ اس لیے کہ اس کا سارا کا سارا معاملہ خیر و بھلائی سے منسلک ہے،اور یہ بات صرف اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے،[وہ اس لیے کہ]اسے جب خوشی ملتی ہے تو وہ شکر بجا لاتا ہے،جس میں اس کے لیے خیر ہے۔اور جب اسے نقصان پہنچتا ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں بھی بھلائی ہے۔

توکل علی اللہ کے ساتھ اختیار اسباب:اللہ تعالی کی ذات مکمل بھروسے اور اعتماد والی ہے۔چنانچہ اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ مصیبت کی گھڑی میں اللہ سے اپنا اعتماد نہ کھوئے۔بلکہ پرامید رہے کہ ضرور اس کے حکم سے یہ بلا ٹل جائے گی اور یہ مصیبت رفع ہو جائے گی۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:{{ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ}}[2]اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔

نیز فرمایا:{{ان اللہ یحب المتوکلین}}[3]۔ اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

نیز فرمایا: {{وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین}}[4] اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

لیکن یاد رہے کہ اختیار اسباب توکل کے منافی نہیں۔چنانچہ جو لوگ اسباب اختیار نہیں کرتے اور اللہ تعالی کی ذات پر امید لگائے بیٹھے ہیں،اس کی مثال اس باغبان کی یا کسان کی ہے،جو پودا نہ لگائے یا بیج نہ ڈالے اور اللہ تعالی سے پھل اور اناج کی امید لگائے بیٹھا رہے۔اس لیے

---

[1] صحیح مسلم، حدیث رقم:۲۹۹۹

[2] الطلاق:۳

[3] آل عمران:۱۵۹

[4] المائدۃ:۲۳

مصیبت وآزمائش کے وقت اس کی نوعیت کے حساب سے اسباب اختیار کرنا اس پریشانی سے نکلنے کا واحد ذریعہ ہے۔اور انہیں اسباب میں سے دوا اور دعاء بھی ہے،اور ان دونوں اسباب سے جڑی جو احتیاطی باتیں ہیں وہ تدبیریں ہیں۔چنانچہ اگر آپ کسی مرض میں مبتلا ہیں تو طبّی نقطہ نظر سے پرہیز اور روحانی نقطہ نظر سے گناہوں سے توبہ اور اجتناب ضروری ہے۔

اللہ تعالی کی ذات سے حسن ظن : یہ ایسا اہم نکتہ ہے کہ مصیبت وآزمائش کے وقت بہت سے لوگ اللہ کے بارے میں غلط گمانی اور بدگمانی دونوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔اور سب سے پہلے وہ اپنی قسمت کو کوستے ہیں۔پھر ان کی زبان اللہ کے بارے میں بدگمانی کے الفاظ نکالتی ہے کہ دنیا جہان کی مصیبتیں ہم غریبوں ہی کے لیےہوتی ہیں،یا نیکوکار ہی کو اللہ تعالی آزماتا ہے،غنڈے موالی اور بدمعاش لوگوں کو کھلی چھوٹ ہے وغیرہ وغیرہ۔اللہ تعالی کی ذات کے تعلق سے یہ بدظنی ایسی بات ہے کہ جس سے بندے اور اللہ کے درمیان کا رشتہ کمزور پڑنے لگتا ہے۔بندہ اللہ کے بارے میں بدظنی کا شکار ہوکر بے یقینی میں چلاجاتا ہے اور بھروسہ کھودیتا ہے۔

آزمائش یا عذاب کی گھڑی میں بندہ کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لے۔اگر اس کے حصے میں نیکیاں ہیں تو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ مصیبت پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرے اور اللہ کی ذات سے حسن اعتقاد رکھے۔اور اگر وہ شخص گناہوں میں مبتلا ہے اوراس سے معاصی کا ارتکاب ہورہا ہے ،تو اللہ تعالی سے سچی توبہ کرے اور اس یقین واعتماد کے ساتھ دعاء ومناجات میں لگارہے کہ اللہ تعالی اسے گناہوں کی معافی دے گا اوراس عذاب سے نجات بھی۔

اس ضمن میں بندوں کے پیش نظر یہ بات ہمیشہ رہنی چاہیے کہ اللہ تعالی سے بدگمانی کرنا یہ اہل ایمان کی صفت نہیں ،بلکہ یہ منافقوں اور مشرکوں کی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالی کے

تیئں غلط گمانی کے شکار رہتے ہیں ،جس کی وجہ سے ان پر عذاب کا نزول ہوگا ،وہ اللہ کے عذاب،غیظ وغضب اور لعنت کا مستحق ٹھہریں گے ،نیز یہ کہ اللہ نے ایسے لوگوں کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جو کہ بری جگہ ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:{{ویعذب المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات الظانین باللہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء وغضب اللہ علیھم ولعنھم واعد لھم جھنم وساءت مصیرا}}[1]اور تاکہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالی کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں،[دراصل]انہیں پر برائی کا پھیرا ہے،اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی اور وہ [بہت] بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

دعاء ومناجات اور صدقات:ابتلاء وآزمائش یا عذاب کے وقت یہ ایسے اعمال خیر ہیں جو اللہ تعالی کے غصہ کو ٹھنڈا کرتے ہیں اور مکفرات ذنوب کا ذریعہ بھی ہیں۔چنانچہ دعاءومناجات میں انبیاء کرام کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی وہ جملہ دعائیں شامل ہیں ،جن کے ذریعے انہوں نے اللہ رب العالمین سے مدد طلب کی اور عفوودرگزر کے ساتھ اللہ تعالی نے ان کی نصرت وتائید فرمائی۔جیسے دعاء آدم[ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا لنکونن من الخاسرین]،دعاء یونس[لاالہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین]،دعاء ابراہیم[ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب]۔

نیز وہ جملہ دعائیں جن کی تعلیم بطور خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور وہ کتابوں میں مذکور ہیں۔نیز اللہ تعالی کے اسماء وصفات کے ذریعے مانگی گئی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔جیسا کہ بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا:اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس ذریعے کہ میں گواہی

[1] الفتح:٦

دیتا ہوں کہ بلاشبہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو ایک ہے، بے نیاز ہے، جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"لقد سالت اللہ بالاسم الذی اذا سئل بہ اعطی، واذا دعی بہ اجاب"۔[1] تم نے اللہ تعالی سے ایسے نام کے ذریعے سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعے مانگا جائے تو وہ نوازتا ہے اور جب اس کے ذریعے پکارا جائے تو وہ جواب دیتا ہے۔

صدقہ نافلہ کی بڑی فضیلت آئی ہے، یہ اجر وثواب، مال میں برکت، گناہوں کے کفارہ، امراض سے شفایابی اور اللہ تعالی کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:{{آمنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ فالذین آمنوامنکم وانفقوا لھم اجر کبیر}}[2] اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آو اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں [دوسروں کا] جانشیں بنایا ہے، پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"الصدقۃ تطفئ الخطیئۃ کما یطفئ الماء النار"۔ صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔[3]

صدقہ کے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ یہ امراض سے شفایابی کا سبب ہے۔ ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"داووا مرضاکم بالصدقۃ"۔[4] اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو۔

علی بن حسن بن شقیق کہتے ہیں:"میں نے عبداللہ بن المبارک سے سنا، وہ بتارہے تھے کہ ان سے ایک شخص نے ایسے پھوڑے کے بارے میں سوال کیا جو سات سالوں سے ان کے گھٹنے میں تھا۔ اس نے بہت طرح سے علاج

---

[1] ترمذی، حدیث رقم:۳۴۷۵، ابوداود، حدیث رقم:۱۴۹۳[علامہ البانی رحمہ اللہ نے "صحیح ابوداود"میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔]

[2] الحدید:۷

[3] ابن ماجہ: حدیث رقم:۴۲۱۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع الصغیر[۲۷۸۰] میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[4] علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع الصغیر[۳۳۵۸] میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

کروایا اور ڈاکٹروں سے صلاح ومشورہ کیا، تاہم کوئی فائدہ نہ ہوا۔ عبد اللہ بن مبارک نے اس شخص سے کہا: جاو اور ایسی جگہ میں کنواں کھودو جہاں پانی کی ضرورت ہو۔ مجھے امید ہے کہ وہاں پانی کا چشمہ پھوٹے گا اور تمہارے پھوڑے سے خون رسنا بند ہو جائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور شفایاب ہو گیا۔[1]

ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان صدقة السر تطفئ غضب الرب"۔[2] بلاشبہ سری صدقہ رب تبارک وتعالی کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

اخیر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ابتلاء وآزمائش کے بقدر اجر وثواب بھی متعین ہے، یعنی اجر وثواب کا حجم اسی قدر بڑھا ہوگا جس قدر آزمائش بڑی ہوگی، چنانچہ جو اس مصیبت سے رضامندی کا اظہار کرے گا، اللہ تعالی کی اسے خوشنودی حاصل ہوگی، اور جو اس سے ناراضگی جتلائے گا تو اس کے لیے اللہ کی ناراضگی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے: "ان عظم الجزاء مع عظم البلاء، وان اللہ عزوجل اذا احب قوما ابتلاھم، فمن رضی فلہ الرضاء، ومن سخط فلہ السخط"۔[3]

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ الہ العالمین دنیا جہان کے مسلمانوں کی حفاظت فرما۔ اس آزمائش اور مصیبت کی گھڑی میں جب کہ پوری دنیا اضطراب وبے چینی میں زندگی گزار رہی ہے، ایک تنہا تیری ہی ذات ہے جہاں ہر درد کا مداوا موجود ہے، تو اپنی رحیمی اور کریمی کے وسیلے سے اپنے گنہ گار بندوں پر رحم وکرم فرما۔ جو راہ راست سے بھٹک کر کفر وشرک، ضلالت وطغیان میں ہیں تو اس "کورونا" وبا کو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے اور اہل ایمان کے درجات بلند فرما۔ اس مرض میں جو وفات پا چکے انہیں شہید کا درجہ عنایت فرما۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

---

1 [سیر اعلام النبلاء للامام الذھبی، ۸\۴۰۷]

2 علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع [۳۷۹۷] میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

3 ترمذی، حدیث رقم: ۲۳۹۶، [ابن ماجہ، حدیث رقم: ۴۰۳۱۔ [علامہ البانی رحمہ اللہ نے "صحیح ترمذی" میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔]